"سمط اللآلی" پر تنقید کا جواب

از مولانا عبدالعزیز المیمنی صدر شعبۂ عربی مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

۲

"قالی دیار بکر میں پیدا ہوئے"

(۲۲) مگر واقعہ یہ ہے کہ وہ ضلع دیار بکر کے مناز جرد نامی شہر میں پیدا ہوئے، جس طرح زبیدی[۱] نے خود قالی کی زبان سے روایت کی ہے۔ خیر طبقات زبیدی تو مطبوع نہیں، مگر یہ بات تو جملہ مترجمینِ قالی ابن الفرضی ضبی یاقوت ابن خلکان، مقری وغیرہ بھی نے نقل کی ہے۔ اس میں اجتہاد کی ضرورت ہی کیا تھی، جو مطلب کو تباہ کر دیا۔ کہ دیار بکر کہنے سے تو خاص شہر دیار بکر مراد ہوگا نہ کہ اُس کے ضلع کا کوئی اور شہر مناز جرد کی طرف، تو علما منسوب ہوتے ہیں۔ کابی نصر المنازی فی کتابی علی ابی العلاء۔

یصاب الفتی من عثرۃ بلسانہ   ولیس یصاب المرء من عثرۃ الرجل

"راستہ میں قالی قلا ہوتے ہوئے بغداد پہنچے"

قالی قلا تو پھر ایسا ہی ہوا جیسے آپ کے سفر دہلی تا ٹونک میں گڑ گانوہ، تو کیا آپ اس ادنیٰ ملابست کی وجہ سے گڑگانوی بن کر عمر بھر گرد اُڑایا کریں گے۔ یہ تو نری سخافت ہے، بہت خوب! قالی قلا کے بعد دوسال موصل میں قیام کیا تھا، پھر موصلی کیوں نہ کہلائے۔ جہل و وقاحت کوئی مسموع عذر نہیں، جملہ مترجمینِ قالی زبیدی سے راوی ہیں کہ میرے استفسار پر قالی نے بتایا کہ "ہمارے بغداد جانے والے قافلہ میں

(۱) نسخۂ استنبول ص ۱۳۱۔

چند آدمی[1] قالی قلا کے تھے، چونکہ وہ سرحد اسلام و کفر کا شہر تھا، اس لیے اُن کا ہر جگہ خیال و مدارا (صحیح مداراۃ) کیا جاتا تھا۔ سو میں نے بھی بغداد پہنچ کر اپنے کو قالی ظاہر کیا، تاکہ اس طرح یہ نسبت میرے لیے جالب منفعت ہو" بات بھی یوں ہی ہے۔ اندلس میں یہ انتساب بیکار تھا، اس لیے وہاں ابوعلی اور بغدادی کے نام سے مشہور رہوئے۔ یہ بیان سمعانی، ضبی، یاقوت، ابن خلکان مقری سبھوں نے نقل کیا ہے، جس کو آپ باایں ہمہ دعوئے لغویت سمجھ نہ سکے نہ مدیر معارف سے رجوع کیا:-

لهنك اولى لائم بملامة　　احوج ممن تعذلين الى العذل

یہاں قالی سے مشہور ہو گئے۔

(۲۴) یہ انداز تحریر!

من كل داء دواء يستطب به　　الا الحماقة أعيت من يداويها

"کم و بیش تیس سال بغداد میں اقامت کی"

(۲۵) یہ سراسر غلط ہے، خود قالی کا بیان ہے کہ میں ۳۰۵ھ میں بغداد پہنچا جہاں ۳۲۸ھ تک رہا، سو یہ کل ۲۲-۲۳ سال ہوتے ہیں، نہ کہ ۳۰۔ حیرت ہے کہ تحقیق کا یہ کچھ طویل و عریض دعوے! اور اُس پر فرسٹ اسٹنڈرڈ کے بچوں کے برابر بھی جمع کرنا نہ آئے:-

سالہا باید کہ تا یک مشتِ پشم از پشتِ میش　　زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن

"قالی نے بڑے اہتمام و عظمت (!) سے اپنا علم شائع کیا"

(۲۶) اہتمام و عظمت، چہ خوب! حطبتها من يابس و رطب

ص ۲۷ البارع میں جمہرہ اور کتاب العین وغیرہ جمع کی ہیں۔

(۱) ارزنۃ الروم یا ارض روم جس کی طرف قالی (قالین) منسوب ہوتے ہیں۔

(۲۷) آپ نے تو البارع کی قدر ہی نہ پہچانی۔ لغت کا بڑے سے بڑا کارنامہ جس میں کتاب العین پر بقول ابن خیر الاشبیلی[1] ۴۰۰ ورق سے زیادہ کا اضافہ ہے، جن میں ۵۶۸۳ کلمات زیادہ ہیں۔ البارع کا حجم بقول بعض ۱۰۰ جلد یا ۱۶۴ اجزء جن میں ۴۶۴۴ ورق یا ۸۸۹۲ صفحات ہیں۔ آپ کو تو ہنوز یہی نہیں معلوم کہ اس وقت اس کے دو ٹکڑے مکتوبہ قرن پنجم بخط اندلس برٹش میوزیم اور پیرس میں زندہ موجود ہیں۔ مقدم الذکر کے فوٹوگراف تو مسٹر فلٹن نے ۱۹۳۳ء میں چھاپ بھی دیے ہیں، جو اس وقت عاجز کے پیش نظر ہیں۔ یہ شاہکار جو بقول ابن حزم اندلس کے مفاخر میں سے ہے، آپ کے نزدیک جمہرہ و کتاب العین وغیرہ کا مجموعہ ہے وبس! یعنی کہ یہ نو ہزار صفحات قیمت میں جمہرہ و عین کے ڈھائی ہزار صفحات کے برابر ہیں۔ یہ بات تو قالی کے لیے باعث شرم ہے نہ کہ فخر۔

ضعیف یقاوینی قصیر یطاول

"المقصور کا نسخہ جو اُنھوں نے مرتب کیا ہے بہت جامع سمجھا جاتا ہے مگر افسوس کہ ہمارے پاس ان میں سے کچھ نہیں اس لیے ان پر کوئی رائے نہیں لکھ سکتے۔"

(۲۸-۳۴) ا۔ المقصور نہیں محض اس کا نسخہ یعنی چہ!

ب۔ یہ تصنیف و تالیف ہے نہ کہ محض ترتیب۔ شاید آپ "معارف" کے ٹائیٹل پر (مرتبہ سید سلیمان ندوی) دیکھ کر بہک گئے۔ ابھی وہ تو ہما وشما کے مقالات کے مرتب ہی ہیں وبس! مگر غریب قالی نے تو اس شاندار کارنامہ میں جس کے متعلق ابن حزم[2] لکھتے ہیں لم یؤلف مثلہ فی بابہ، علاوہ ترتیب کے باقی فرائض تصنیف بھی پورے انجام دیے ہیں۔

ج۔ سمجھا جاتا ہے، گویا آپ اتنے زود باور نہیں ہیں جو بغیر ایک نسخہ ہتھیائے یوں ہی آسانی سے مان جائیں۔

---

(۱) فہرست مطبوعہ سرقسطہ ۳۵۴۔ (۲) النفح مصر ۲ x ۱۳۲۔

د- کتاب کی خوبی کی یہ تعریف آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے کہ" جو ابو عبداللہ کے پاس ہو"
کیا اگر مل گئی تو آپ بیچ کھوج کر پلاؤ نہ اُڑائینگے، کہ پہلے آپ کُتبی (تاجر کتب) ہیں پھر کچھ اور۔ اگر آنکھیں
کام دیں تو دیکھیے فہرست الدار ۲ × ۴۰ جہاں اس کے اصل مغربی نسخہ کی موجودگی کی بشارت ہے اور
جو عاجز نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔
(ہ) گویا آپ کی رائے کے بغیر المقصور ننگی بھوکی رہ جائیگی اور غریب قالی کو کوئی نہیں پہچانیگا
اپنے متعلق کتنا مغالطہ ہے!

لنا صاحب مولع بالخلاف　　کثیر الخطاء (کذا) قلیل الصواب
الجّ لجاجا من الخنفساء　　وازهی اذا ما مشی من غراب
اذا ذکروا عنده عالما　　رباحسدا ورماه بعاب
ولیس من العلم فی کفه　　اذا ذکروا العلم غیر التراب

و- قالی کی ایک اور مفید تالیف امثال عرب پر دار الکتب میں موجود ہے، اور نظر سے گذری ہے،
بذیل نمبر ۲۴۲، جو وسط اور آخر سے ناقص ہے، جس میں اصمعی، لحیانی، ابوعبید ابن حبیب وغیرہ کی امثال
سے ۲۶۰۰ سے زیادہ امثال جمع کی ہیں، والحق بھانوادر من الکلام لم یصنف فی مثلها کتاب۔
ز- علاوہ بریں دیوان معن بن اوس جو کبھی کا یورپ اور مصر میں چھپ چکا ہے قالی کی روایت
سے ہے۔ یہ جملہ گیارہ کتابیں بلکہ زیادہ ہیں، مگر اس ہمہ داں کو ان کی کچھ خبر نہیں اور ہو بھی کیسے؟ جبکہ زندہ و
مردہ علماء کے ساتھ اُلجھنے اور اُن کی توہین و تحقیر کرنے کو اپنی زندگی کا ماٹو بنا لیا ہے۔

لست صدرا ولا قرأت علی صدر　　ولا علمك البکیء بکاف
هلا سالت وانت غیر عییة　　وشفاء ذی العیّ السؤال من العمی

قالی پر سنگین الزام و تہمت کہ اُس نے امالی جلد ۲ میں قلب و ابدال کے جملہ ابواب ابن السکیت

کی کتاب "القلب" سے اُڑا لیے ہیں، اور بکری و میمن دونوں کو اس امر کی خبر نہیں، اور کہ یہ انکشاف این جانب کی دستار فضیلت پر طرہ بن کر اُڑیگا، الا فلیبلّغ الشاہدُ الغائبَ۔ اسی طرح ابواب اتباع کتاب الاتباع ابن فارس سے ماخوذ ہیں جس کا میمن کو پتہ نہیں۔

(۳۵-۳۰) یہ بیان سراسر ظلمات بعضہا فوق بعض ..... ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فمالہ من نور ہے۔ اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کی نمائش کرنا کیا ضرور تھا۔ کیا یہ دنیا کی آنکھ میں خاک جھونکنا، اور اپنے اوپر قیاس کرکے سب کو بے بصر و بصیرت سمجھنا نہیں!

ل۔ بکری و میمن کو اپنی تصحیک نہیں کرانی تھی۔ قالی نے پوری کتاب "القلب" کہاں اُڑائی ہو جو یہ الزام اُن کے سر تھوپا جائے، سچ ہے المرء یقیس علی نفسہ، کیا قالی سورتی ہے اور ابن السکیت مسٹر کرینکو؟ جو دیوان النعمان وبکر پر دن دھاڑے ڈاکا مارے اجی! یہ کارنامہ تو اپنے ہی تک محدود رکھیے! سلف کی بوسیدہ ہڈیوں تک نہ پہنچیے!

ب۔ عاجز نے ۲۸۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۳ء کو کتاب "القلب" کے شروع میں ایک فہرست لگادی تھی جس میں سے یہاں قالی کے وہ ابواب نقل کرتا ہے جو کتاب القلب میں موجود نہیں ہیں۔

امالی قالی ج ۲ فسٹ ایڈیشن

ص ۱۸۰	الفاء والقاف	ص ۱۸۰	القاف والجیم
"	التاء والفاء	۱۸۱	اللام والهاء
"	الدال والراء	"	الکاف والنون
"	الزای والجیم	"	المیم والواو
		۱۸۱	الدال والباء

پھر مشترک ابواب میں دونوں کی تفصیلات ایک دوسرے سے کافی فرق رکھتی ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ قالی کے

ہاں یہ ابواب زیادہ نہیں بلکہ کم ہیں کتنا صریح کذب و بہتان ہے ۔

ج - یہ اکتشاف افسوس آپ کے سر نہیں منڈھا جائیگا بلکہ آپ ہنوز سارق ہی رہینگے ۔ عاجز نے ص ۳۱، پر لکھا ہے ۔ من حیث اخذ القالی ھٰذا الباب بحذافیرہ وص ۷۸، الاولان فی القلب ۴۶ من حیث نقل القالی ھٰذا الباب وص مذکور نقلہما القالی عن القلب ۔ رہی یہ بات کہ کتاب القلب میرے پیش نظر تھی یا نہیں سو اس کے حوالے آپ کے جواب نمبر ا ص ۲۷۹ معارف کے ذیل میں آئینگے ۔ یہاں محض اظہار واقعہ کے طور پر چند مزید ابواب کا پتہ دیتا ہوں کہ وہ کہاں سے ماخوذ ہیں؟ تاکہ یہ معلوم ہو کہ ہمین وہاں پہنچا ہے جہاں آپ نہیں پہنچے ۔

قالی کے ابواب

الدعاء علی الانسان	مأخوذ از الالفاظ	السمط ۱۴۱ و 27
مختلف الأنساب	" " کتاب ابن حبیب "	۸۰۵
ایمان العرب	" " کتاب المثنیٰ لابن السکیت	25
الدواھی	" " الالفاظ	31
من یصلح المال علی یدیہ	" " الالفاظ	۹۶۹
ما جاء بمعنی اصل الشیٔ	" "	۶۵۲

د - یہ جھوٹ ہے کہ القلب ۱۹۳۰ء میں چھپی ہے ۔ آنکھیں کھول کر دیکھیے ۱۹۰۳ء ہے کیا پورے ۲۷ سال غائب کر دیے ۔

ھ - یہ کہنا کہ قالی المتوفی ۳۵۶ھ نے جملہ ابواب اِتباع از کتاب الاتباع والمزاوجۃ لابن الفارس المتوفی ۳۹۵ھ[1] سے نقل کر لیے ہیں بالکل ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ اُس نے آپ سے نقل کر لیے ہیں ۔

(۱) تاریخ کی اس معکوس مہارت کا اعادہ بجواب ص ۲۷۹ بھی ہوگا ۔

یہ ہے آپ کی تاریخ دانی کا مظاہرہ، کہ متقدم متاخر سے اخذ کرے! اس کی ایک نظیر بذیل ص ۲۷۹ معارف بھی آئیگی، کیا معارف کے قلم میں اس تاریخی غلطی کے اصلاح کی گنجائش نہیں تھی؟

قد اختلط الاسافل بالاعالی وسیق مع المعلہجۃ العشار

پھر مجھ سے یا بکری سے یہ توقع رکھنا، کہ ہم بھی اس انکشاف پر آپ کی طرح سر دُھنیں قیامت قیامت! ویاخذ عیب المرء من عیب نفسہ مراد لعمری ما اراد قریب

و۔ پھر یہ اندازہ گلیم سے باہر نکلا ہوا پاؤں (فقرہ) "کہ وہ اتباع کا نسخہ مجھ سے نقل کر چکے ہیں" حالانکہ خود آپ نے فحولۃ الشعراء وغیرہ میرے نسخہ سے نقل کی ہے۔ رہی کتاب الاتباع تو ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ السمط ص ق پر ایڈیشن ۱۹۰۶ء کا حوالہ ہے پھر صفحات ۳۱۹ و ۳۲۷ و ۷۷ و ۴۸ و ۷۷ و 29 پر اسی ایڈیشن مطبوعہ برونو (جو نولدکہ کو پیش کردہ مقالات کی مجلد میں ہے) کا ذکر ہے، آپ کے قلمی نسخہ سے کیا سروکار؟ اور یوں بھی وہ ناکارہ ہے کہ اسی مطبوعہ کی نقل ہے۔ بھلا دونوں کے صفحات ایک کیسی ہو سکتے ہیں۔ پھر یہ چھوٹا منہ بڑی بات کیسی! ایاز قدر خود بشناس!

وتوسعنا عقصاء سلحا ولا نزی لعقصاء دَرّا فارجعاها الی عمرو

ص ۲۷ التنبیہ علی اغلاط القالی

(۴۱) نام میں تصرف ناروا ہے صحیح نام التنبیہ علی اغلاط ابی علیؒ ہے جس طرح اُن کو اہل اندلس پکارتے تھے۔

ابو عبید اللہ البکری

(۴۲) یہ کُنیہ اور نام کا مجموعہ ہے اصل ابو عبید عبد اللہ ہے ملاحظہ ہو علم انساب ورجال کی آبادی یا بربادی:۔

تتبع لحنا فی کلام مرقّش وخلقك مبنیّ علی اللحن اجمع

غالباً المسالک والممالک یا اُس کا کوئی حصہ یورپ سے شائع ہو چکا ہے۔

(۴۳) عاجز نے السمط ص م پر لکھ دیا ہے کہ المسالک والممالک کا ایک حصہ بنام کتاب المغرب فی ذکر افریقیۃ والمغرب ۱۸۵۷ء میں الجزائر میں چھپ چکا ہے پھر اس اجتہاد کی کیا ضرورت تھی۔

چہ خوب!

احدی مزینۃ او فزارۃ او   احدی خزاعۃ او بنی عبس

جب انسان کے علم اور بینائی کا یہ حال ہو تو اوروں پر لے دے کرنا کیا ضرور! جو اُس کے بغیر کسی کروٹ چین ہی نہ آئے۔

معجم یا استعجم کے متعلق آپ کی رائے

(۴۴) عاجز کے عربی الفاظ کا اُردو ترجمہ ہے دیکھیے ص،م۔

ہمارے پرانے دوست (میمن)

(۴۵) آپ کی زبان پر یہ لفظ زیب نہیں دیتا کہ:۔

فلا یغرنك السنۃ موال   تقلبھن افئدۃ اعادی

ولا تطمعن من حاسد فی مودۃ   وان کنت تبدیھا لہ وتنیل

انسان اپنے مُنہ سے ایسا بول کیوں بولے جو کسی کو بار رہی نہ آئے۔ ابن الطثریہ نے خوب کہا ہے:

اری سبعۃ یسعون للوصل کلھم   لہ عند لیلی دینۃ یستدینھا

وکنت عزوف النفس اکرہ ان اری   علی الشرك من ورھاء طوع قرینھا

فیوما تراھا بالعھود وفیۃ   ویوما علی دین ابن خاقان دینھا

السمط کے مؤلف نے جن علماء کی خاطر یہ دردسری اپنے سر لی تھی، الحمد للہ وہ ٹھکانے لگی۔ آپ ناحق بیچ میں کیوں کودتے ہیں:۔

فلا تکونن کالنازی ببطنتہ   بین القرینین حتی ظل مقرونا

یقین مانیے آپ کی مدح وقدح کی بازارِ علم تک نہ رسائی ہے نہ شنوائی، کہ جرح العجماء جُبار۔

فانہا خطرات من وساوسہ   یعطی ویمنع لاجوداولاکرما

ص ۴۶ / ۴۴ آٹھ برس کی محنت سے السمط طیار کی۔

(۴۶) عاجز نے ص ۴، ۹۷ پر لکھا تھا:- وکان ھذا الصنیف قد ختم بی منذ سبع سنین کسنی یوسف۔ آپ سبع کا ترجمہ آٹھ سے کرتے ہیں اور وہ بھی تین بار۔ یہ ہے آپ کی لغویت جس کا ڈنکا چاردانگ عالم میں بجایا جاتا ہے۔ پھر یہ قرآنی مہارت بھی فریاد طلب ہے کہ آپ سید سلیمان کی قرآنی غلطیوں پر صاد کرنے والوں میں پانچویں سوار بن کے آدھمکے، مگر اپنی قرآنی مہارت کی خبر نہیں، جو یوسفؑ کے سختی کے سالوں کو آٹھ بتاتے ہیں۔ نہ کچھ پیش بینی سے کام لیا کہ عنقریب اس حریف سے مدد لینی پڑیگی۔ واقعہ یہ ہے کہ السمط ۶½ سال کی مدت میں طیار ہوئی ہے، جو سات سال میں بکھری ہوئی ہے، ہر ایک کام کی مدت موقع بموقع کتاب میں لکھ دی گئی تھی، مگر کوئی تو چیز تھی جس نے یہ متعدد مواقع نگاہ سے اوجھل کردیے اور لے دے کر سات سال ہی پر نگاہ مشکل پسند جمی:-

اعادی علی مایوجب الحب للفتی   وأھدأ والافکار فی تجول

ص ۴۷ میری اس بات میں کہ "شیخ عرب محمد طیب مکی مرحوم نے مکہ مکرمہ میں لآلی کا نسخہ بکتے ہوئے دیکھا، مگر حسب معمول نہ خریدا" کوئی علمی افادہ نہیں بلکہ توہین ہے۔

(۴۷) عرب صاحب کے ہر شناسا کو یہ امر معلوم ہے کہ وہ باایں ہمہ علم وفضل کتابیں نہیں رکھتے تھے اسی لیے انتقال کے بعد ان کے ہاں کوئی قابلِ ذکر کتب خانہ نہ نکلا۔ یہ اظہار واقعہ تھا وبس! اگر وہ کتابیں خریدنے کے عادی ہوتے تو بڑا علمی افادہ ہوتا، کہ یہ جلیل القدر کتاب آج سے پینتیس سال پہلے ہندوستان پہنچ جاتی۔ ذرا اس فائدے کو نوٹ کرلیجیے۔ رہا اپنے استاذ کی توہین کا غم، تو بیچارے فالی سے پوچھیے جس

کی آپ نے بدترین توہین کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرلیا ہے کہ "اُس کا سرمایہ لعنت کے سوا کچھ نہیں اور کہ اُس نے القلب اور الاتباع پر ہاتھ صاف کیا ہے" وغیرہ وغیرہ۔ رہی یہ بات کہ میں نے شیخ مرحوم سے صرف منطق کے چند سبق پڑھے ہیں تو یہ امر سابق مقولہ کی روایت میں خارج نہیں۔ مگر بلحاظ واقعہ اس معاندانہ مضمون کے ہر دعوے کی طرح بالکل جھوٹ ہے :۔

کذب لعمری حنبریت

میں نے شیخ سے "حمداللہ" اور "صدرا" او رکچھ "شرح مطالع" پڑھی تھی۔ صدرا تو فلسفہ کی کتاب ہے اگر کسی کو ایک دُرِّ یتیم چند خزف کے بدلے ملتا ہو اور وہ اُس کو نہ خریدے تو اُس کا یہ فعل دلچسپی نہ لینے ہی پر محمول ہوگا۔ دیکھیے قدرشناس کیا کہتا ہے :۔

جمادے چند دادم جاں خریدم بحمداللہ عجب ارزاں خریدم

متعدد مقامات سے اشعار کی تخریج کرنا اُن کی علمی قیمت میں اضافہ نہیں کرتا۔

(۴۸) کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے! اور دنیا بھر کے علماء کا اس پر اتفاق ہے! اگر یہ آپ کا کام نہیں، علماء شرق و مستشرقین حوالوں کی تعداد بڑھانے کی راہ میں کیا کیا صعوبتیں جھیلتے ہیں۔ ناظرین جانتے ہیں کہ قصیدۂ امرئ القیس :۔ الا انعم صباحا ایھا الطلل البالی کا نسخۂ العقد الثمین یا شرح عاصم بمقابلہ نسخۂ خزانۃ البغدادی ہیچ ہے، کہ بغدادی کو اُس کی متعدد قدیم شرحیں ملی تھیں جو آج ناپید ہیں۔ قد استراح من لا عقل لہ۔ سچ ہے یک من علم را دہ من عقل می باید۔

آپ بے مانگے اپنی رائے پھینکتے ہیں کہ ایک مجموعہ اطراف الاشعار کا بھی طیار کردیا جائے۔

پھروہی اسکیم بازی! من یرقد یحلم

(۴۹) یہ ایک آدمی کے بس کا روگ نہیں، مگر بہرحال آپ کے ہاتھوں میں کس نے ہتھکڑیاں پہنا دی ہیں، دعوے تو بہت چوڑے چکلے ہیں، اُن کا کوئی ثبوت بھی پیش کیجیے! مگر آپ کو تو علمی ترقی کی رفتار کی خبر

ہی نہیں، کتب شواہدِ نحو کی ایک فہرست تو گذشتہ جنگ یورپ کے زمانہ میں جرمنی میں طیار ہوئی تھی۔ مگر کام کرنے والوں کے سامنے تو خود اپنی تجویزیں بہت ہیں، انہیں آپ کے خوابہائے پریشاں کے سُننے کی مہلت نہیں:-

قد ادبر الا مرحتی ظل مختبیا ابو حبیرۃ یفتی وابن شداد

ص ۲۷۳ بسلسلہ تنبیہات بکری بر اغلاط قالی اور میرا یہ کہنا کہ ایسی ہی غلطیاں خود بکری نے بھی کی ہیں۔ گویا میں ابو علی کا حمایتی ہوگیا، اور کہ محّص عن شیئ غلط ہے صحیح محّصتہ ہے، اور کہ مجھے یہ کام اس میدان کے شہسوار (خود بدولت برخود غلط) کے لیے چھوڑ دینا چاہیے تھا، اور کہ اغلاط اگر اساتذۂ ابی علی کے ہوں تو وہ خود اُن کی ذمہ داری سے چھوٹ نہیں سکتا، مثال میں میرا ایک بیت کو عبیدۃ بن الحرث سے بحوالہ ابن الانباری منسوب کرنا پیش کیا ہے جو ہم دونوں کو مورد طعن بناتا ہے۔

(۵۰-۵۵) جہل و سفاہت پر یہ دُون کی لینا اللہ اللہ! وقاحت کی حد ہوگئی! کیا سچ مچ زمین ہند میں علما کا قحط ہوگیا ہے:-

مبدال لعمرك من یزید أعور

مگر مبحث کو شروع کرنے سے پہلے یہ بتانا مقدم ہے کہ اغلاط آخر ہیں کیا؟ یہ زیادہ تر کلمات کے لغوی معنے اور نسبت ابیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ سو جب ابو علی نے کوئی بات قدیم ائمہ سے سند کے ساتھ روایت کردی تو اُس کی ذمہ داری پوری ہوگئی، بکری کا کسی اور کی روایت سے مختلف بات کو نقل کرنا، اور اُسی کو صحیح بتانا، دھاندھلی ہے۔ سمط کے دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ ایک ایک شعر کی عاجز نے بحوالات مختلفہ دس دس نسبتیں تک دی ہیں اور یہ علوم سماعی ہیں اجتہاد کو (اور وہ بھی اہل ہند کا در فرج ہا پر دہم) ان میں کوئی دخل نہیں۔ اس سلسلہ میں ص ۱۴۸ پر بکری کا اور پھر میرا کلام قابل ملاحظہ ہے۔ ماذال البکری ینکرھا لم یعرفہ وقد رواہ لمالك الانباری عن ابی محلم الراویۃ وھما ثقتان ثبتان ضابطان و

وانما رواه الطائی لعویف فی الحماسۃ فتبعہ الاصبہانی ولا انکر کونہ لعویف غیر ان قد "اتسع الخرق علی الراقع" ولم یبق للمتاخرین مجال للاقرار او الانکار مع وجود ہٰذہ الاقوال المتضاربۃ الا للمجتہدین من اہل عصرنا الذین اخذوا فی بنیات الطریق وتنکبوا عن جادۃ المحجۃ واخذو ورۃ واحدۃ مجردۃ شبہۃ علی استقرائہم الناقص وعلمہم البکیئ وہو ایضا من عیون غیر صافیۃ بل من منہل مطروق مرنق طالما وردہ ذوو الاطماع الخبیثۃ والاغراض الدنیئۃ۔ والدلائل التی اقامہا لاتنہض حجۃ۔ غالباً یہ کافی ہے اب آگے بڑھیے۔ (۱) وہ قالی کے مفروضہ اغلاط جو اس کے اساتذہ وغیرہ نے پہلے کیے ہیں ان کی میرے ہاں بیسوں مثالیں ہیں۔ ملاحظہ ہوں صفحات ۲۲، ۲۳، ۴۷۲، ۳، ۵۵، ۶، ۷۷، ۹۶، ۷ وغیرہ۔ یہاں بھی لیجیے ص ۷۶، پر جبیہا کے بیت میں ابو علی کی روایت (خذا ربی) پر بالفاظ تنبیہ یوں اخذ کیا ہے، ہٰذہ روایۃ محالۃ لاوجہ لہا الخ مگر آلی میں لہجہ ذرا نرم کر دیا ہے۔ حالانکہ قالی سے پیشتر اصمعی سے کتاب الابل ۸۹ میں اور حواشی مفضلیات توربکی ۸۷ میں اسی طرح مروی ہے۔ رہی اس کی معنوی صحت تو اس میں کوئی عیب نہیں۔ دوسری مثال قالی یہ بیت نقل کرتا ہے:۔

من کف جاریۃ کان بنانہا   من فضۃ قد طُرفت عنّابا

اس پر بکری کا بیباکانہ ریمارک ملاحظہ ہو ص ۵۲۶ ہٰذا وان لم یکن فیہ وہم من ابی علی و سہو فانہ اغفال وتضییع لان من متعلق بما قبلہ والا فما ہٰذا الذی یکون من کف جاریۃ لعلہ وکز او لکز وقبل البیت حثوا علی حسن الصبوح الخ اس ریمارک کا ہر جزو قابل مواخذہ ہے، کہ یہ بیت اسی طرح بلا ذکر متعلق جاحظ، ابن عبد ربہ، ابو ہلال حصری، راغب شریشی، ابن الشجری اور نویری نے نقل کیا ہے۔ دوم یہ کہنا کہ "اس نازنین کے ہاتھ سے جس کی انگشتہائے خابستہ ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ گویا چاندی کی چھڑی پر کسی نے عناب سرخ کی ٹوپی چڑھا دی ہو" خود اپنا مطلب بتا رہا ہے۔ اس پر بکری

کا یہ کہنا کہ "اس نازنین کے ہاتھ سے مکّا ملیگا یا تھپڑ" صریح بے اعتدالی ہے۔ کیا کسی نازنین کے دستِ نگاریں سے دھول دھپے کی توقع ہوا کرتی ہے؟ غالب

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہیں

پھر من بلا ذکر متعلّق اور ابیات کے شروع میں بکثرت آیا ہے دیکھیے ابن خلکان ۱×۳۷ میں ابونواس کا یہ رسولِ عالم بیت:۔من کف ذات الخ پھر اس من کا متعلّق حتّٰی کو بتانا کلام کا مطلب غارت کرنا ہے۔آئیے میں بتاؤں کہ متعلّق یہ ہے:۔

اذ نحن نسقاھا شمولا قرقفا   تدع الصحیح بعقلہ مرتابا

پھر خود بکری اس سے زیادہ ضروری متعلّق کو چھوڑ دیتا ہے ص ۷۴۷ میں لما رأت ابلی الخ کا جواب اگلی بیت میں تھا (قالت الا تبتغی) جو قالی نے نہیں دیا۔ ذرا اور آگے بڑھیے ص ۹۳۹ قالی نقل کرتا ہے وضمّھا والبدن العقاب مگر ہا کا مرجع غیرمذکور ہے مگر بکری جو وہاں اتنا مواخذہ کرتے ہیں یہاں سناٹے میں ہیں! لطف یہ کہ قالی کے استاذ ابن درید نے ۱×۲۴۸ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ مرجع یہ ہے:۔

قد قلت لما بدت العقاب

مگر انصاف یہ ہے کہ یہ کسی کے بھی اغلاط نہیں، معمولی تفسّحات ہیں وبس! ان مثالوں سے ناحق طول بڑھیگا میں السمط میں ان سب سے نبٹ چکا ہوں ان کو یہاں دوہرانا کوئی رسرج نہیں۔ البتہ اندھے کی آنکھ کا جالا نکال دینا کار ثواب ضرور ہے، نیکی کن و در دریا انداز:۔

فیا ابن کروّس یا نصف اعمی   وان تفخر فیا نصف البصیر

مگر غضب بالائے غضب تو یہ کہ آپ خود بمقتضائے لم تقولون ما لا تفعلون اسی گناہ کے مرتکب ہو چکے ہیں، مقدمۃ الجمہرہ ص ۸ پر ابن درید پر نفطویہ و ازہری وغیرہ کی جرح کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں وما سوی ذلک فلیس بمنفرد فی روایتھا بل رواھا العلماء المتقدمون

کالاصمعی وابی زید وابی عبیدہ سو کیا کوئی یہ نہ کہیگا "تو کیا اس طرح ابن درید اپنے اغلاط کی ذمّہ داری سے چھوٹ جائینگے"؛۔

یا ایّھا الرجل المعلّم غیرہ هلّا لنفسك كان ذا التعلیم!

رہا میرا ابو علی کی حمایت کرنا اور بکری پر ناحق تحامل تو یہ سراسر دجل و فریب ہے صفحات ۱۶۱ و ۱۰۷ و ۱۱۰ و ۸۳۸ و ۸۵۳ و ۹۰۶ ملاحظہ ہوں جہاں بکری کی حمایت کی ہے۔ اس قسم کے الزام محض اندرونی خزانہ کے اظہار کے لیے جھوٹ موٹ کر دیے گئے ہیں، اور میں کہاں تک رسالہ کے صفحات نظیریں نقل کر کے سیاہ کرونگا، اور پھر یہ مباحث اُردو خواں اصحاب کے لیے چنداں دلچسپ بھی نہوں اس لیے مختلف امور کے لیے السمط کا حوالہ دیدیتا ہوں:۔

قالی اور بکری دونوں کے مجموعی اغلاط یعنے مکھی پر مکھی مارنا ۱۹۴ و ۷۰۹ و ۹۳۹ وغیرہ۔ جس بات سے قالی کو منع کیا ہے خود اُسی کو کرنا ۱۳۲ و ۲۴۲ و ۲۵۳ و ۳۹۲ و ۶۲۹ و ۶۹۰ و ۹۵۲ وغیرہ۔ میرا ضرورت سے زیادہ بکری کی حمایت کرنا ۲۰۲۔ قالی کے وہ مفروضہ اغلاط جو اُس کے پہلے ائمہ کے ہاں ہیں ۲۲ و ۲۳ و ۲۷۴ و ۳۵۳ و ۵۶۰ و ۷۷۰ و ۷۹۶ وغیرہ۔ قالی کے وہ اغلاط جو بکری سے رہ گئے ۱۷۹ و ۱۹۶ وغیرہ وغیرہ۔ ضروری بات کو بکری کا نظرانداز کرنا ۲۲۷ و ۸۶۳ دونوں کا نظرانداز کرنا ۲۰۸۔ میرا بکری کی بیاضات کو پُر کر دینا ۳۱۷ و ۳۴۶ و ۳۶۱ و ۴۱۳ و ۴۳۳ و ۴۵۹ و ۵۰۹ و ۵۱۷ و ۵۷۳ و ۶۸۷ و ۶۷۷ و ۷۸۵ و ۷۹۶ و ۸۱۸ و ۸۳۹ و ۸۴۳ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۹۷ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۷ و ۹۲۱۔ بکری کی جو بیاضیں[1] مجھ سے رہ گئیں یا جہاں میں نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا ہے ۷۴ و ۸۷ و ۱۰۷ و ۱۵۹ و ۱۸۹ و ۲۰۷ و ۲۷۷ و ۳۳۰ و ۳۴۳ و ۳۱۶ و ۳۸۴ و ۴۴۸ و ۴۶۷ و ۵۳۳ و ۵۴۳ و ۵۴۵ و ۵۱۴ و ۶۱۵ و ۹۲۵ و ۹۲۲ و ۹۴۴ وغیرہ وغیرہ۔ پوری ذیل اللآلی

(۱) اگر معترض کوئی مرد میدان ہیں تو اُن کو پُر کریں ورنہ دوسروں کے مُنہ پر خالی خاک اُڑانے سے تو وہ اپنا مُنہ ہی سان لینگے۔

ہیں میں نے خود قالی کے اغلاط و اوہام ۴۳ پکڑے ہیں، البتہ آپ نے جمہرہ ابن درید میں اُس کی سراسر بیجا حمایت کی ہے جس کی مثال یہ ہے :- آپ مترجمین ابن درید کے اس قول کی کہ وہ شراب پیتے تھے یوں تردید کرتے ہیں واما ما ذکروا عنہ من الشرب فلعلہ کان یشرب النبیذ علی مذھب اھل العراق ومخالفوہ من الشافعیۃ رموہ بالافکیۃ (کذا) حالانکہ یہ دو بیت وحمراء قبل المزج الخ جو آپ نے اپنی کم علمی اور کورانہ تقلید سے ابن درید کے سر منڈھے ہیں اور ہیں ابونواس کے قیامت تک بھی نبیذ کے متعلق نہیں ہو سکتے، اس لیے کہ نبیذ میں پانی نہیں ملایا جاتا، وسیاقی - پھر ابن درید کو عراقی (حنفی)، اور مخالفین کو شافعی بتانا کتنی بڑی نادانی ہے وہ تو خود ہی شافعی ہیں۔ دیکھو طبقات الشافعیۃ ۲×۱۴۵ - مجمج تکاسر کالزجاج تخالھا حقا و کل کاسر مکسور

اگر یہ بیجا حمایت اور جنبہ داری نہیں تو اور کیا ہے ؟!

(ب) محص شیأ من شیئ خود قالی میں موجود ہے ۲×۲۷۵ محص عنا ذنوبنا، تاج میں ہے: قال ابن عرفۃ محص اللہ عنک ذنوبک ..... ونص الازھری محصت العقب من الشحم قال الفراء یمحص الذنب عن الذین آمنوا ..... وقولھم محص عنا ذنوبنا ..... ومحصت عنہ ذنوبہ عن کراع ومحصت عن الرجل یدہ ۔ ان ائمہ لغت کے اس قدر اقوال کے ہوتے ہوئے یہ تحکم اور وقاحت لغویت نہیں تو اور کیا؟

دع فی الکتابۃ یدعیھا کدعوی آل حرب فی زیاد
فدع عنک الکتابۃ لست منھا ولو سودت وجھک بالمداد

(ج) یہ کام جب کسی نے بشمول عرب صاحب نہ کیا تو عاجز نے ہاتھ ڈالا، اور دنیائے شرق و مستشرقین کی اس کے متعلق جو رائے ہے وہ عربی رسائل و صحائف میں کبھی کی نکل چکی ہے۔ ہر چند کہ جہالت کوئی مسموع عذر نہیں، مگر آپ اپنے حلیف یا حریف کی رائے معارف جولائی ۳۳ء میں دیکھ لیتے۔ رہی آپ

کی شہسواری سواب بھی کچھ نہیں گیا۔ آپ میری اور بکری کی متروکہ بیاضیں پُر کر دیجیے، میں خود آپ کو ایک گھوڑا پیش کر دونگا۔ آپ لاحاصل واویلا نہ مچائیے۔ السمط آپ کے بس کا روگ نہیں، وہ کچے تلگے سے بنی ہوئی نہیں ہے، نہ اُس کے مصنف نے کچی گولی کھیلی ہے، نہ اُس نے کسی کے گاڑھے پسینے کی محنت پر دھاوا مارا ہے، اور نہ وہ طلب زر وسیم کے لیے لکھی گئی۔ پھر آپ کی یہ چیخ پکار صدا بصحرا سے زیادہ نہیں

ما یضر البحر امسی زاخرا ان رمی فیہ غلام بحجر

(د) جن چیزوں پر بکری نے بہت کچھ اعتراضات کیے ہیں وہ سرے سے اغلاط ہی نہیں ہیں اور وہ بھی پھر اپنے اساتذہ اور اساتذہ در اساتذہ سے نقل کیے ہیں۔ جن کے نام کی تصریح بھی کر دی ہے اور چونکہ یہ علوم سماعی ہیں اس لیے محض قیاس کی بنا پر یا اس گھمنڈ پر کہ میں نے جس حوالہ کو دیکھا ہے اُس میں تو اس کے خلاف ہے، ان باتوں کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ میں تو نہ ان چیزوں کو اغلاط مانتا ہوں نہ ان کے رد کر دینے پر خواہ وہ کتنا ہی صحیح ہو ڈھنڈورا پیٹنے کا قائل، میں نے تو تصریح کر دی ہے۔ ص۔ل۔ دللت علیہا (علی اوھام ابی علی) من غیر ان اندد بہا خلافاً لطریقۃ البکری۔ ص۔۶۔ وعلی کل فانی قد محصت عن کل ما اتی بہ دنقحتہ۔ وخلصت زبدہ من محضہ وقشرہ من لبہ من غیر تشنیع او تندید۔ یہ خاموش علمی خدمت ہے۔ ان اجری الا علی اللہ یہ بحث عنقریب دوبارہ بھی آئیگی۔